وہ اسے صحت کی بہتری اور غربت کو دُور کرنے کے پردے میں چھپاتے ہیں۔ خود سامنے آنے کے بجاے ورلڈ بنک کو سامنے کرتے ہیں۔ جو ممالک یا لیڈر اس پروگرام کو نہ لینا چاہیں' ان پر بھی ٹھونستے ہیں' اقتصادی قرض اور امداد کو اس سے مشروط کر دیتے ہیں۔ تیسری دنیا کے حکمرانوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر' ان کے عوام کی مرضی کے خلاف زبردستی مدد دیتے ہیں اور اس طرح اپنے منصوبے روبہ عمل لاتے ہیں۔ غرض ایک بڑی وحشت ناک تصویر اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ہم سے خود ہی کروایا جا رہا ہے۔

افریقہ کے اس مطالعے میں کچھ حوالہ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش کا بھی آیا ہے۔ اسلامی ممالک اور تہذیبوں کے تصادم کا بھی ذکر ہے۔

انسٹی ٹیوٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انھوں نے آنکھیں کھولنے والی یہ کتاب شائع کی۔ اچھا ہو اگر آئی پی ایس' پاکستان کے حوالے سے بھی اس موضوع پر اسی انداز کا تفصیلی مطالعہ تیار کر کے شائع کروائے تاکہ امداد دینے والے اداروں اور ملکوں کے اپنے شواہد ہمارے سامنے آئیں کہ یہ سب کچھ کیوں کیا جا رہا ہے؟ اور ہماری خواتین کی صحت اور معاشرے کی غربت کی اتنی فکر عالمی ایجنسیوں کو کیوں ہوگئی ہے؟ (مسلم سجاد)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی' حیات و افکار کے چند پہلو' ترتیب و تدوین: سفیر اختر۔ ناشر: ادارہ تحقیقات اسلامی' بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی' اسلام آباد۔ صفحات: ۳۳۳۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

بیسویں صدی کے دوران مسلم دنیا کے نمایاں ترین اہل قلم میں ایک بڑا نام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا ہے۔ دنیاے فانی سے رخصت ہونے پر ان کی یاد میں دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف سطحوں پر تذکرہ و تجزیہ اور داد و تحسین کی سرگرمی کا ہونا ایک فطری چیز تھی۔ اس حوالے سے ادارہ تحقیقات اسلامی کے فاضل ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری نے ۲۱ فروری ۲۰۰۰ء کو علی میاں کی یاد میں ذو روزہ سیمی نار کا انعقاد کیا۔ زیرنظر کتاب کا محرکِ ترتیب وہی سیمی نار بنا۔ ڈاکٹر انصاری لکھتے ہیں: ''سیمی نار میں پیش کردہ مقالات اہل نظر کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ادارہ خوشی محسوس کر رہا ہے'' (ص ۱۰)۔ مگر یہ کتاب تمام تر سیمی نار کے